VOLUME 2 | SPECIAL ISSUE 25
ISSN 2181-1784
SJIF 2022: 5.947 | ASI Factor = 1.7

II. JANUBIY OSIYO MAMLAKATLARI ADABIY JARAYONLARIDA O'ZARO TA'SIR MASALALARI: QADIM O'RTA ASRLAR VA YANGI DAVR, HIND ADABIYOTI DURDONALARI O'ZBEK TILIGA, O'ZBEK ADABIYOTI SARA ASARLARINING HIND TILLARIGA TARJIMA MASALALAR

ادیب علی شیر نوائی :ایک نابغۂ روزگار

ALI SHER NAVAYI A MULTI-DIMENSIONAL CHARACTER AND WRITER

https://doi.org/10.5281/zenodo.7393594

Dr. Muhammad Altaf Yousof Zai
Chairperson/ Associate Professor
Department of Urdu
Hazara University Pakistan

ABSTRACT

Ali Shir Navayi born in 1441 in Herat, was a Turkic poet, writer, politician, linguist, and mystic, who was the greatest representative of Chagatai literature. He lived in the Timurid era and left a lasting impact on Central Asian literature. Navayi self-identified as a Turk in Muhakamat al-lughatain, where he argued that Turki was a "superior" language to Persian, especially due to its flexibility. He also wanted to make Turki an equal language to Persian and Arabic for expressing Islamic ideas, and in his poetry he evokes Allah and the world of Islam. Because of his distinguished poetry in Chagatai language, many in the Turkic-speaking world consider Navayi to be the founder of the early Turkic literature. In this article the auther discus about his work and contributions for chughtai turk language.

Key words*: Ali Shir Navayi, Turkic Chughtayee poet, Writer, Politician, Linguist, Mystic,*

پندرہویں صدی کی تابناک تاریخ کے افق پر جگمگاتا ستارہ میر شیر علی نوائی ہے۔جسے انگریز مورخ اور مستشرق برنارڈ لوئس نے "ترکوں کے چوسر"کا لقب دے کر ایک نابغہ روزگار ہستی کی عظمت کا اعتراف کیا۔میر شیر علی نوائی نے تاریخ میں وہ کارنامہ رقم کیا ،جو چوسر نے ایک صدی قبل انگلستان میں کیا تھا۔میر شیر علی نوائی ترک گفتاری بولی کے کے اولین ممتاز ادیب بن کر ایک نئے قومی ادبی انقلاب کے سُرخیل ثابت ہوئے۔ترکی زبان کو ادنٰی اور کم حیثیت سمجھا جاتا تھا۔عربی و فارسی کے راج کی وجہ سے ادبی حلقوں کا دعویٰ تھا کہ وحشی ترکی زبان میں اتنی وسعت نہیں کہ یہ

لطیف انسانی جذبات اور اعلیٰ انسانی احساسات کی ترجمانی کر سکے۔مگر شیر علی نوائی نے حیران کُن انداز میں ترکی زبان و ادب کو تمام تخلیقی حوالوں سے وابستہ کیا۔اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پندرہویں صدی کے پہلے نصف میں مختلف ادبی شخصیات نے ادبیات عالیہ کے لیے ترکی زبان کی جانب لرزتے ہاتھ اور لڑکھڑاتے قدم بڑھائے ۔اس نئے ادب کے تخلیق کاروں میں لطفی،یقینی اور گدائی جیسے شعرا بھی شامل ہیں۔مذکورہ شعرا کو جن مسائل کا سامنا کرنا پڑا تھا ان میں سر فہرست وہ قواعد اور معیارات تھے جو عربی فارسی کے مرہونِ منت تھے اور جو ترکی زبان کے لیے زیادہ موزوں نہیں تھے۔مگر ان شعرا نے عربی و فارسی کی مختلف دستوری تراکیبوں،عبارات اور الفاظ کو اخذ کر کے ماہرانہ انداز میں اس طرح استعمال کیا کہ ترکی بولی نئی ادبی زبان کا پیش خیمہ ثابت ہوئی اور اس زبان کو "چغتائی ترکی" اور صرف چغتائی کے نام سے جانا گیا۔چغتائی زبان میں لکھی گئی جو تصنیفات منظر عام پہ آئیں ان کی دائمی خصوصیات سے انکار ممکن نہیں۔مگر مختلف علاقائی پس منظر رکھنے کی وجہ سے ابتدائی چغتائی مصنفین کی زبانوں میں فرق پایا جاتا تھا۔میر شیر علی نوائی نے اس ادبی نقشے کے مکمل تبدیل کیا اور تیس چغتائی تصانیف کے ذریعے نیا ادبی منظر نامہ پیش کر کے ایسا معیار قائم کیا۔جو زبان کے ادبی معیار کے اظہار کا قابل قدر وسیلہ ثابت ہوا۔

علی شیر نوائی کو مشرقی نشاۃ ثانیہ کے ایک شاندار نمائندے کے طور پر جانا جاتا ہے جس نے عالمی تہذیب اور خاص طور پر ترک زبان بولنے والوں کی ثقافتی اور روحانی زندگی کی ترقی میں بہت بڑا کردار ادا کیا ہے۔ قرونِ وسطی کے سخت حالات میں انہوں نے عربی اور فارسی کے وقار کو مجروح کیے بغیر مادری زبان کے حقوق کے لیے انتھک جدوجہد کی، یہاں تک کہ نہ صرف سائنس و ادب بلکہ سیاسی زندگی میں بھی غلبہ حاصل کیا۔ اس زمانے میں عربی سائنس کی زبان ہوا کرتی تھی اور فارسی کو شاعری کی زبان کا درجہ حاصل تھا۔ سرکاری خط و کتابت ان دونوں زبانوں میں سے کسی ایک میں لکھی جایا کرتی تھی۔ مگر نوائی نے ثابت کیا کہ چغتائی ترکی بھی عربی اور فارسی زبانوں کی طرح خوبصورت ہے۔ لسانی مقالے محاکمۃ الغاطین (دو زبانوں کی بحث) میں انہوں نے ایک ادبی کے طور پر چغتائی ترکی زبان کے بہت بڑے حقائق پر مبنی اسلوبیاتی، گراماتی اور صوتی امکانات کو ثابت کیا، ان کا تعلق اس منطقی جھگڑے سے تھا، جس میں نہ کوئی فاتح ہو سکتا تھا اور نہ ہی شکست خوردہ۔نوائی نے ترک زبان کے بارے میں تاریخی رویہ کو تبدیل کر دیا جو کہ اس مقالے میں نظریاتی طور پر اپنے وسیع مواقع کو ظاہر کرتا ہے، فنکارانہ طور پر شاندار "خمسہ" چغتائی ترک زبان میں پانچ نظموں کا مجموعہ، جس کے ذریعے انہوں نےچغتائی ترک ادبی زبان کو سب سے زیادہ ترقی کی جانب بڑھایا، نوائی اپنے سامنے رکھے ہوئے کام کو مکمل کرنے میں کامیاب ہو گئے اور ترک قوم کی وسیع دنیا کو ایک زبان کے تحت متحد کر دیا۔نوائی نے ایک واحد نظام کی بنیاد رکھی، ایک کامل زبان جو ترک معیاری زبان کی بنیادی باتوں، اس کی لغوی انواع اور ترک لوگوں کے لیے اس کی شاعری کے اصولوں میں شامل ہو۔ اس عظیم شاعر اور مصلح نے ترک ادب تیار کیا جس میں دنیا کو ترک زبان اور اس کے الفاظ کی خالص خوبصورتی اور طاقت دکھائی گئی۔دنیا کے سائنس دان ازبک ادب کی نشوونما اور اسے برقرار رکھنے میں نوائی کی کوششوں اور عظیم فرانسیسی ڈیو بیلے اور روسی سائنسدان میخائل لومونوسوف کی شراکت کے درمیان مماثلت رکھتے ہیں جنہوں نے نہ صرف ثقافت بلکہ اپنی قوموں کی سائنس کو بڑھانے کے لیے بہت کچھ کیا۔

مغربی ادیب ڈینس ڈیلی شیر نوائی کے بارے میں دیر سے جانکاری ملنے پر تاسف کا اظہار کرتے ہیں ۔وہ کہتے ہیں کہ

'' ہم مغرب والوں کو مغرب سے باہر کی دنیا نظر ہی نہیں آتی اور اگر تھوڑی بہت آبھی جائے تو ہم رومی ،خیام اور حافظ تک ہی اپنی معلومات بڑھاتے ہیں مگر میں نے جب شیر نوائی کو پڑھا تو اپنی کم مائیگی اور ادراک کا احساس ہوا ۔شیر نوائی کی نظمیں اتنی ہی پر لطف ہیں جتنی رومی کی ۔ ظاہری چمک دمک کے ساتھ ساتھ جو معنوی گہرائی نوائی کی شاعری میں ملتی ہے وہ کمال ہے ۔مجھے تو نوائی کی مہارت دوبارہ ،سہ بارہ پڑھنے پر اکساتی ہے۔'' (1)

9 فروری 1441 کو فوجی گھرانے میں پیدا ہونے والے شیر نظام الدین ادب کی دنیا میں علی شیر نوائی کے نام سے مشہور ہوا ۔تعلیمی سلسلے کا زیادہ تر حصہ ہرات ،سمر قند اور مشہد میں بسر کرنے والے نوائی کے بارے میں بڑے شاعر نطفی نے کمال کی پیشن گوئی کی تھی کہ:

''بہت ذہین و فطین بچہ ہے نامور ہو گا ''(2)

وہ بہ یک وقت خطاط ،موسیقار،نغمہ ساز ،مصور ،مجسمہ ساز ،منتظم ،مشیر ،ماہر تعمیرات ،غرض آنچہ خو باں ہمہ دارند او تنہا داری ۔ امیر تیمور کے بیٹے شاہ رخ جو اس وقت ہرات کا حکمران تھا اس کی وفات کے بعد جب معاشی ابتری نے ڈیرے ڈالے تو ہرات چھوڑ کر خراسان منتقل ہوئے اور وہاں کے سلطان کا مشیر اعلٰی بنے ۔وہاں تعلیمی درس گاہ میں مسجدیں ،کتب خانے ،خانقاہیں ،سرائے ، پل ،حمام غرض انسانی فلاح سے منسلک بہت ساری عمارات تعمیر کیں ۔صرف تعمیر شدہ مساجد کی تعداد تین سو ستر ہے۔ ہرات کا مشہور مدرسہ ہو یا صوفی شاعر فرالدین عطار نیشا پوری کا مقبرہ جو بھی بنایا دلکش بنایا ۔علاوہ ازیں علی شیر نوائی شاعری میں فارسی کے مقابلے میں ترکی زبان کے زیادہ رسیا تھے ۔انھوں نے تقریباًتیس جلدوں پر مشتمل ترک زبانوں میں شعر تخلیق کیےجس سے چغتائی زبان کی اہمیت بڑھی ۔ پاکستانی ادیبہ سلمیٰ اعوان ان کےادبی قد کا اندازہ یوں لگاتی ہیں:

''علی شیر نوائی ادب اور فنونِ لطیفہ کی چند ایک نہیں بلکہ اُن بے شمار جہتوں سے نہ صرف وابستہ تھے بلکہ ان میں کمال بھی رکھتے تھے رومی سے کو ئی ڈھائی سو سال بعد پیدا ہونے والے علی شیر نوائی دانتے چوسر اور جیفرے کا ہم پلہ شاعر تھے ''(3)

شاید اسی لیے ازبک حکومت نے ان کو قومی شاعر کا درجہ دیا۔علی شیر نوائی نے فارسی اور عربی زبان و ادب میں بھی تخلیقات پیش کی ۔فارسی میں نوائی کی جگہ'' فانی ''تخلص اختیار کیا ۔پچاس سے اسی ہزار اشعار کے خالق علی شیر نوائی جنھوں نے نظم ،غزل ،حکایات،روایات ،تراجم ،تنقید وتحقیق ،زبانوں کے درمیان تقابل غرض وہ ساری جہتیں ضبط تحریر میں لائیں جہاں تک کسی شاعر کو کم ہی رسائی نصیب ہوتی ہے۔

ان کی مشہور تصنیفات مندرجہ ذیل ہیں:

1. اربعین منظوم۔ بہ ترکی
2. تاریخ انبیا و حکماء، بہ ترکی
3. تاریخ ملوک عجم، بہ ترکی
4. خمسۂ نوائی، بہ ترکی۔ یہ خمسۂ نظامی و خمسہ امیرخسرو دہلوی کی تتبع میں لکھی گئی۔ یہ دراصل ترکی چغتائی زبان میں پانچ مثنویاں ہیں۔ جن کے نام ہیں: حیرۃالابرار، لیلی و مجنون، فرھاد و شیرین، سبعۂ سیارہ، سد اسکندری یا اسکندرنامہ۔
5. خمسۃالمتحیرین، بہ ترکی۔ یہ رسالہ شرح حال عبد الرحمان جامی ہے۔

6. دیوان ترکی خزائن المعالی؛ اس میں چار دیوان شامل ہیں جن کے نام ہیں: غرائب‌الصغر (یا غرائب‌النوائب)، نوادرالشباب، بدایع الواسط، و فوائدالکبر۔ یہ بالترتیب بچپن،جوانی ،سن کمال اور سالخوردگی کی عمر کی ہیں۔
7. دیوان اشعار فارسی (دیوان فانی)۔
8. سراج‌المسلمین۔ بہ ترکی
9. مثنوی لسان‌الطیر۔ بہ ترکی۔ شیخ عطار کی فارسی منطق الطیر کے تتبع میں لکھی گئی۔
10. مجالس النفائس۔ بہ ترکی۔ اس کتاب میں اس زمانے کے شعرا و بزرگان کا تذکرہ کیا گیا ہے۔-
11. محاکمة‌اللغتین، ترکی و فارسی زبانوں کا موازنہ ہے
12. محبوب‌القلوب۔ بہ ترکی۔
13. رسالہ مفردات (در فن معما)۔ بہ فارسی۔
14. منشآت ترکی
15. نسائم المحبة۔ بہ ترکی۔ ترجمہ نفحات الانس جامی۔
16. نظم‌الجواهر۔ بہ ترکی۔
17. حالات پهلوان محمد ابوسعید۔ بہ ترکی
18. حالات سید حسن اردشیر۔ بہ ترکی
19. مناجات۔ بہ ترکی
20. میزان الاوزان۔ بہ ترکی[1]
21. رسالہ تیرانداختن۔ بہ ترکی
22. رسالہ وقفیہ۔ بہ ترکی
23. زبده التواریخ۔ امیر علی‌شیر دست کم در دو کتاب خویش یعنی محاکمہ اللغتین و غرائب الصغر از این اثر خویش یاد کرده است۔ با وجود این، از این کتاب امروزه هیچگونہ اثری در دست نیست۔ درضمن امیر علی‌شیر هیچ اشاره‌ای بدین مهم نداشتہ است کہ زبده التواریخ بہ چہ زبانی نگاشتہ شده بود۔

ان کی شاعری انسانیت کی عظمت اور عصری انسان کے مسائل کا احاطہ کرتی ہے ۔ اس حوالے سے ان کی چند نظمیں ملاحظہ ہو :

کتنے سال میں گوشہ نشین رہا
خواب، خواہشیں اور منظر اکساتے ہیں
کتنے سال میں نے خود کو چھپایا
کہ زندگی کے موتیوں کی کھوج کروں
یہ حیران کرنے والی بات نہیں
کہ نوائی صحرا کی طرف چل پڑا
اس تسکین کے حصول کے لیے
جو درد عشق نے پیدا کیا
اور یہی تو وہ ہے جو اس کے اندر گہرائی میں اُتر گیا
(4)

VOLUME 2 | SPECIAL ISSUE 25
ISSN 2181-1784
SJIF 2022: 5.947 | ASI Factor = 1.7

ایک او ر مثال ملاحظہ کیجیے جس میں نوائی ذہنی وسعت کے فلسفۂ حیات کس فنی چابک دستی کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں خوش نصیب وہی قرار پائے گا جس کا ذہن وسعت کا حامل ہے۔

میرے نزدیک ذہنی وسعت اور خوش نصیبی کے بغیر
بے صبری کی آگ بھسم کردینے والی ہے
عقل و خرد کے محافظ غائب ہوگئے ہیں
اور میر کارواں متوقع آگ سے بچاؤ کے لیے بے بس ہے
ایک برق سی کوندی ہے اور اس نے مجھے بدل کر رکھ دیا
بھیڑ کا بہاؤ پھٹتا ہے
اور جیسے آگ کا سمندر سا بن جاتا ہے
سمجھو
نوائی میں اپنے درد سے منکر ہوجاتا ہوں
(5)

یہاں نوائی کا ایک اور سریع التاثیر انداز دیکھیئے وہ اس امر کا عتراف کر رہے ہیں کہ میرے لیے جنت بھی تب جنت کے مقام کی حقدار ہے جب وہاں تمہاری دید کی پناہ نصیب ہوگی بصورت دیگر موسم بہار میں چلنے والی ہوا لُو کے تھپیڑے ثابت ہو گی۔

تمہارے بغیر بہارمیرے لئے
دوزخ جیسی ہی ہے
جوبن پر کھلا ہوا سرخ پھول
جیسے دہکتی آگ ہو
یہ ہرگز عجیب بات نہیں
کہ جنت بھی دوزخ جیسی ہی ہے
اگر وہاں تمہاری دید نہیں
اس کے خوابوں کی فینٹسی جب مجھے محسوس ہوتی ہے
میرے چہرے پر آنسو دردو غم کی جھریوں کی قطاریں بنا لیتے ہیں
طبیب بیمار آدمی کے لیے لذیز پھل تجویز کرتا ہے
یہ حیرت کی بات نہیں
اگر تمہارے شریں لب تضحیک آمیز رویہ اختیار کریں
بے رحم حسینہ، ستم گر حسینہ
روح اپنی عدم وجودیت میں کسی ہاتھ تھامنے کی متمنی ہورہی ہے
کیونکہ اسے احساس ہے
یہ وجود اپنی صورت میں بڑاٹیڑھا اور گنوار ہے
مت کہو کہ نوائی بے لباس ہے
نہیں وہ پہنتا ہے
عدم وجودیت کا چوغہ
بدقسمتی کا پیرہن جسے جھوٹ نے سیا ہے

دسویں دن کا چاند جب کمان کی صورت رہ جائے
تب آسمان
بادشاہ کے نیلے گھوڑے کے سامنے شاہی نقیب بن جاتا ہے
(6)

علی شیر نوائی کی شاعری تہہ در تہہ معنی و مفہوم کی نئی دنیاؤں سے آشنا کرتی ہے۔محبوب کے عہد وفا سے سانسوں کی ڈور بھی بندحی ہے اور لافانی ہونے کا خوش کن احساس بھی،ملاحظہ ہو:

میں تمہارے بغیر زندگی گزارنا
جان گسل اذیت سے مرجانا بہتر سمجھتا ہوں۔
اے روح مرجانا بہتر ہے
بجزاس زندگی کے جو تمہارے بغیر گزرے
مردے سانس نہیں لیتے
میری آہ و بکا اور چیخ و پکار بے ثمر ہے
اگر تم مجھ پر نظریں نہ ڈالو۔
یہ ایسے ہی ہے
جیسے دنیا کی نظروں سے اوجھل بلندوبالا پہاڑوں پر بجلی چمک جائے
میرے رنج و الم و وارفتگی کے کوئی معنی نہیں تمہارے بغیر
بالکل ایسے ہی جیسے پہاڑوں پہ بجلی گرے
رنج و الم اور فکر سے مردوں کو بھلا کیا غرض
لیکن تم سے جدائی کا رنج مجھے چور چور کردیتا ہے
جدائی کی تکلیف سے آسمان میرے سر پر پھٹ گیا ہے
دیکھیں یہ دن آخر کار کیا رنگ دکھاتے ہیں
اگر تم عہد وفا کرو تو نوائی لافانی ہوجائے
تم سے جدا ہوکے تو اک پل بھی ممکن نہیں میرا زندہ رہنا
میری خواہش ہے کہ کبھی کسی پر ایسا مشکل وقت نہ آئے
جیسا کہ مجھ پر ہے
(7)

نوائی کی تخلیق کے گلشن میں اور رنگ بھی موجود ہیں۔وہ زندگی کے مواد سے نئی تخلیق،نئی تنظیم اور نئی معنویت سے کس طرح روشناس کراتے ہیں ملاحظہ ہو :

گرینائیٹ کے انبار میں موتی کی طرح
راکھ کے ڈھیر میں دہکتے کوئلے کی طرح
کانٹوں کے درمیان سرخ گلاب کی طرح
اور بے جان وجود میں ایک صاحب ِعلم روح کی طرح
(8)

نوائی ایک عظیم شاعر اور مفکر ہیں جنہوں نے اپنے انسان دوست خیالات، فلسفیانہ لفظی خیالات اور لافانی شاعرانہ خطوط کے ذریعے انسانی ذہن کی نشوونما کے لیے جو کوششیں کیں وہ اَن گنت ہیں۔

ان کا لغوی ورثہ عمیق اور بہت مختلف ہے، شاندار سات دیوان اور پانچ داستانوں کا مجموعہ خمسہ ان کی منفرد ذہانت کا سب سے قیمتی ثبوت ہیں۔ان کی شاعری کے عظیم مجموعے جو آج بھی اپنی سماجی حقیقت کو محفوظ رکھتے ہیں، خزائن المعانی (خیالات کا خزانہ)، فارسی دیوان اور قصیدہ، سائنسی تصانیف محاکمۃ الغاطین (دو زبانوں کی بحث) اور میزان الاوزان (میٹر کی پیمائش) نے انہیں دنیا کا ایک قابل ذکر فنکار اور ایک عظیم مفکر ثابت کیا۔ ایک لاکھ سے زیادہ شعری سطروں کی تالیف کرتے ہوئے، وہ ان چند عالمی شاعروں میں شامل تھے جو تقریباً 20 مشرقی شاعرانہ اصناف میں تخلیق کرنے میں کامیاب رہے۔ایک کامل اور بردبار انسان جو اپنے ملک کا خیال رکھے اور لوگوں کے درمیان امن اور باہمی افہام و تفہیم قائم کرے اور دوسری قوموں کے ساتھ دوستی اور تعاون قائم کرنا علی شیر نوائی کے کام کے بنیادی تصورات تھے۔

حوالہ جات:

نعمتی لیمایی، امیر۔ بررسی زندگی سیاسی و واکاوی کارنامہ علمی، فرهنگی، اجتماعی و اقتصادی امیر علیشیر نوایی، تهران: وزارت امور خارجہ و مشهد: دانشگاه فردوسی، 1393

- نوایی، امیرعلیشیر۔ رسالہ مفردات (در فن معما)، با مقدمہ، تصحیح، توضیح و تحشیہ امیر نعمتی لیمایی و مهدی قاسمنیا، تهران: مشکوه دانش، 1394
- نوایی، امیرعلیشیر، خمسہ المتحیرین، ترجمہ محمد نخجوانی، بہ کوشش مهدی فرهانی منفرد، تهران: فرهنگستان زبان و ادب فارسی، ضمیمہ شماره 12نامہ فرهنگستان، خرداد1381
- نوایی، امیرعلیشیر۔ تذکره مجالس النفائس، بہ سعی و اهتمام علی اصغر حکمت، تهران: کتابخانہ منوچهری، 1363
- نوایی، امیرعلیشیر۔ دیوان امیرعلیشیر نوایی، بہ اهتمام رکن الدین همایونفرخ، تهران: اساطیر، 1375،
- نوایی، امیرعلیشیر۔ نظم الجواهر، گردآوری و ترجمہ و ترجمہ بهمن اکبری و سیومہ غنی آوا، تهران: الهدی، 1387
- شگفتہ، صغری بانو۔ شرح احوال و آثار فارسی امیرعلیشیر نوایی متخلص بہ فانی، تهران: الهدی، 1387
- واحدی جوزجانی، محمدیعقوب۔ امیرعلیشیر نوایی (فانی)، کابل: انجمن تاریخ، 1346